السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا میت کو دفن کرنے کے بعد قبر پر تلقین پڑھنا درست ہے؟ (مسعود احمد۔ لاہور)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

جب کوئی مسلمان موحد فوت ہو جائے تو اسے قبر میں دفن کرنے کے بعد اس کے حق میں حساب کی آسانی اور ثابت قدمی کے لئے دعا کرنا مسنون ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کا یہ معمول تھا، کئی ایک احادیث صحیحہ اس پر دلالت کرتی ہیں۔

"عن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ قال: کَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ: (اسْتَغْفِرُوا لِأَخِيكُمْ وَسَلُوا لَهُ بِالتَّثْبِيتِ فَإِنَّهُ الْآنَ يُسْأَلُ"

(ابوداؤد، کتاب الجنائز، باب الاستغفار عند القبر للمیت فی وقت الانصراف (3221) مستدرک حاکم 1/370، بیہقی 4/56، زوائد الزھد لعبد اللہ بن احمد، ص: 129)

اس حدیث کو حاکم وذھبی نے صحیح کہا، امام نووی نے فرمایا اس کی سند جید ہے۔ (مجموع: 5/292)

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب میت کے دفن سے فارغ ہوتے تو اس پر کھڑے ہو جاتے اور کہتے:

"اپنے بھائی کے لئے بخشش کی دعا کرو اور اس کے لئے ثابت قدمی کا سوال کرو کیونکہ اب اس سے سوال کیا جا رہا ہے۔"

مولانا شمس الحق عظیم آبادی رحمة اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں رقمطراز ہیں:

"فی الحدیث مشروعیة الاِستغفار للمیت عند الفراغ من دفنه وسؤال التثبیت له لأنه یسئل فی تلک الحال" (عون المعبود: 3/209)

"اس حدیث سے میت کے لئے اس کے دفن سے فارغ ہوتے وقت بخشش کی دعا کرنے کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے اور اس کے لئے ثابت قدمی کا سوال کرنا بھی اس لئے کہ وہ اس حالت میں سوال کیا جاتا ہے۔"

مندرجہ بالا حدیث صحیح سے معلوم ہوا کہ میت کو دفن کرنے کے بعد اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے بخشش کی دعا کرنا مسنون ہے۔ اس کے علاوہ میت کو کلمہ شہادت اور سوال وجواب کی تلقین کرنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔
ابوداؤد کی مذکورہ بالا حدیث کی شرح میں مولانا عبید اللہ رحمانی مبارکپوری رحمة اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"فی الحدیث دلیل علی مشروعیة الاِستغفار للمیت عند الفراغ من دفنه وسؤال التثبیت له وأن دعاء الأحیاء ینفع الأموات ولیس فیه دلالة علی التلقین عند الدفن کما هو المعتاد فی الشافعیة ولیس فیه حدیث مرفوع صحیح وأما ما روی فی ذالک من حدیث ابی امامة فهو ضعیف لا یقوم به حجة عزاه الهیثمی للطبرانی وقال: فیه جماعة لم اعرفهم" (مرعاة المفاتیح 1/230)

"اس حدیث میں میت کے دفن سے فارغ ہونے کے وقت کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے اور اس کے لئے ثابت قدمی کا سوال کرنا اور بلاشبہ زندوں کی دعا مردوں کو نفع دیتی ہے۔ اس حدیث میں دفن کے وقت تلقین کے بارے میں کوئی دلیل موجود نہیں جیسا کہ شافعیہ کے تلقین کی عادت ہے اور نہ ہی کوئی مرفوع صحیح حدیث تلقین کے بارے موجود ہے اور ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے اس کے بارے جو روایت بیان کی گئی ہے وہ ضعیف ہے قابل حجت نہیں۔"

اس حدیث کو امام ہیثمی نے طبرانی کی طرف منسوب کیا ہے اور فرمایا ہے:

اس میں راویوں کی ایک جماعت ہے جنہیں میں نہیں پہچانتا۔

امام ابن القیم رحمة اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ولم یکن یجلس یقرأ عند القبر ولا یلقن المیت کما یفعله الناس الیوم"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے پاس قراءت کے لیے نہیں بیٹھتے تھے اور نہ ہی میت کو تلقین کرتے تھے جیسا کہ لوگ آج کرتے ہیں۔"

اس سلسلہ میں ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے جو روایت پیش کی جاتی ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ سعید بن عبداللہ الاودی نے کہا: میں ابوامامہ رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا وہ حالت نزع میں تھے انہوں نے فرمایا: جب میں مرجاؤں تو میرے ساتھ ایسا معاملہ اختیار کرنا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا۔ آپ نے فرمایا:

"جب تمہارا کوئی بھائی مرجائے تم اس کی قبر پر مٹی برابر کرچکو تو تم میں سے کوئی ایک اس کی قبر کے سرہانے کھڑا ہوجائے پھر کہے اے فلاں ابن فلانہ۔ وہ سن رہا ہوتا ہے لیکن جواب نہیں دیتا پھر کہے اے فلاں ابن فلانہ، تو وہ اٹھ کر برابر بیٹھ جاتا ہے پھر کہے اے فلاں ابن فلانہ تو وہ کہتا ہے ہماری راہنمائی کرو اللہ تیرے اوپر رحم کرے لیکن تم سمجھتے نہیں پھر کہے وہ بات یاد کر جس پر تو دنیا سے گیا تھا یعنی "لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کی شہادت اور اسے کہا جائے بے شک تو اللہ کے رب ہونے پر اسلام کے دین ہونے پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر اور قرآن کے امام ہونے پر راضی تھا اس لئے کہ منکر ونکیر میں سے ہر ایک اس کا ہاتھ پکڑ کر کہتے ہیں آ میرے ساتھ چل ہم اس کے پاس نہیں بیٹھیں گے۔

جسے اس کی دلیل وحجت وتلقین کی گئی تو پھر ان دونوں کے ماوراء اللہ تعالیٰ اس کا حجت بن جاتا ہے ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے رسول! اگر اس کی ماں کو نہ جانتا ہو تو پھر آپ نے فرمایا اس کو حواء کی طرف منسوب کر کے کہے اے فلاں ابن حواء۔

اس روایت کے نقل کرنے کے بعد علامہ ہیثمی فرماتے ہیں:

"رواہ الطبرانی فی الکبیر وفی اسنادہ جماعۃ لم اعرفھم"

"اسے طبرانی نے المعجم الکبیر میں روایت کیا ہے اور اس کی سند میں راویوں کی ایک جماعت ہے جنہیں میں نہیں پہچانتا۔"

(مجمع الزوائد، باب تلقین المیت بعد دفنہ 3/48)

امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"فھذا حدیث لا یصح رفعہ"

یہ حدیث مرفوعا صحیح نہیں۔ (زادالمعاد 1/523)

علامہ صنعانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ویتحصل من کلام أئمۃ التحقیق أنہ حدیث ضعیف والعمل بہ بدعۃ ولا یغتر بکثرۃ من یفعلہ" (سبل السلام 2/773)

ائمہ محققین کے کلام سے یہ بات حاصل ہوتی ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور اس پر عمل بدعت ہے اور ان لوگوں کی کثرت سے دھوکا مت کھائیں جو یہ کرتے ہیں۔ امام نووی نے (المجموع شرح المھذب 5/304) میں اسے ضعیف کہا ہے اور امام ابن الصلاح نے فرمایا اس کی سند قائم نہیں۔ اسی طرح حافظ عراقی نے احیاء علوم الدین کی تخریج 4/420 میں اسے ضعیف کہا ہے۔ علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ 2/64 (599) میں اسے منکر قرار دیا ہے۔

ابن حجر عسقلانی کا التلخیص الضبیر 2/135'136 میں اس کی سند کو صالح قرار دینا اور بلوغ المرام (576) میں سکوت محل نظر ہے۔

کیونکہ جب اس کے رواۃ نامعلوم ہیں تو سند کا صالح ہونا کیسے ہو سکتا ہے۔ اس طرح امام نووی، ابن الصلاح، حافظ عراقی اور علامہ ابن القیم کی تضعیف حافظ ابن حجر پر مقدم ہے، اس روایت کی مزید تفصیل سلسلہ ضعیفہ میں دیکھیں:

زادالمعاد کے حاشیہ میں یہ بات مذکور ہے کہ: "اس روایت کو تخریج کے بعد حافظ ابن حجر عسقلانی نے "امالی الاذکار" میں فرمایا ہے جیسا کہ ابن علان نے "الفتوحات الربانیہ 4/196" میں ذکر کیا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے اور حدیث کی سند دو طریقوں سے انتہائی ضعیف ہے۔ واللہ اعلم

اسی طرح تلقین کے لئے اس روایت سے بھی استدلال کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لقنوا موتاکم لا إلہ إلا اللہ" کہ اپنے مرنے والوں کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کرو۔ یہ حدیث صحیح مسلم میں موجود ہے اور مفصل طور پر صحیح ابن حبان میں موجود ہے۔ جس سے یہ بات واضح ہوتی کہ اس سے مراد قریب المرگ شخص کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کرنا، تاکہ اس کی موت کلمہ توحید پر آئے۔ ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَإِنَّهُ مَنْ كَانَ آخِرُ كَلِمَتِهِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ عِنْدَ الْمَوْتِ دَخَلَ الْجَنَّةَ يَوْمًا مِنَ الدَّهْرِ وَإِنْ أَصَابَهُ قَبْلَ ذٰلِكَ مَا أَصَابَهُ" (صحیح ابن حبان، موارد 719)

"اپنے مرنے والوں کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کرو جس کا آخری کلام موت کے وقت لا الہ الا اللہ ہوا وہ ایک دن زمانے سے جنت میں داخل ہوگا۔ اگرچہ اس کو اس سے قبل جو مصیبت پہنچتی ہوگی پہنچے گی۔"

اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ لقنوا موتاکم والی حدیث کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اس کے مرنے کے بعد اسے دفن کر کے لا الہ الا اللہ کی تلقین کی جائے بلکہ اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ جب انسان قریب المرگ ہو تو اسے لا الہ الا اللہ پڑھنے کو کہا جائے تاکہ اس کے جنت میں داخل ہونے کا سبب وذریعہ بن جائے۔ اس حدیث کے اور شواہد بھی موجود ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے بھی قریب المرگ آدمی کو لا الہ الا اللہ کہنے کا ثبوت ملتا ہے۔ انس رضی اللہ عنہ سے حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی النجار کے ایک آدمی کی عیادت کے لئے گئے تو آپ نے

اسے کہا لاالہ الا اللہ کہو اس نے کہا کیا لاالہ الا اللہ کہنا میرے لئے بہتر ہے ؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ہاں ۔

(مسند احمد 3/152'154'286 ، یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے ۔)

مولانا عبیداللہ رحمانی مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

"واما قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لقنوا موتاکم لاالہ الاّ اللہ فالمراد عند الموت لاعند دفن المیت " (مرعاۃ المفاتیح : 1/230)

" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان اپنے مرنے والوں کو لاالہ الا اللہ کی تلقین کرو کا مطلب موت کے وقت ہے نہ کہ میت کو دفن کرنے کے وقت ۔ "

اس لئے کہ لاالہ الا اللہ کو جانتے ہوئے دنیا سے گیا تو جنت میں داخل ہو گیا ، مرنے کے بعد لاالہ الا اللہ کی تلقین مفید نہ ہو گی ۔ مندرجہ بالا توضیح سے معلوم ہوا کہ مرنے کے بعد میت کو دفن کر کے قبر پر تلقین کا ثبوت کسی بھی صحیح حدیث سے نہیں ملتا ۔ شوافع کے ہاں جو اس کو مستحب کہا گیا ہے اس کی کوئی دلیل شرعی موجود نہیں ہمارے ہاں جو لوگ قبر پر تلقین کرتے ہیں یہ حنفی ہیں اور حنفی مذہب میں اس کا کوئی جواز نہیں ۔

(1) فتاویٰ عالمگیر میں ہے :

"وصورۃ التلقین أن یقال عندہ فی حالۃ النزع قبل الغرغرۃ ، جہراً وہو یسمع : «أشہد أن لاالہ الاّ اللہ وأشہد أن محمداً رسول اللہ ولا یقال لہ قل ۔ ۔ واما التلقین بعد الموت فلا یلقن عندنا فی ظاہر الروایۃ کذا فی العینی شرح الہدایہ ومعراج الدرایۃ"

(عالمگیر 1/157)

"تلقین کی صورت یہ ہے کہ حال نزع کے وقت موت کے غرغرے سے پہلے اونچی آواز میں اس کے پاس کہا جائے جسے وہ سن لے ۔ "أشہد أن لاالہ الاّ اللہ وأشہد أن محمداً رسول اللہ" اور اسے یہ نہ کہا جائے کہ کلمہ کہہ ۔ اور جو تلقین موت کے بعد ہوتی ہے ہمارے نزدیک ظاہر الروایۃ وہ نہ کی جائے جیسا کہ عینی شرح الہدایہ اور معراج الدرایہ میں ہے ۔ "

(2) ۔ ۔ فقہ حنفی کی معتبر کتاب الہدایہ میں ہے ۔

"ولقن الشہادتین لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم "لقنوا موتاکم شہادۃ ان لاالہ الاّ اللہ "" (الہدایہ ، کتاب الصلاۃ ، باب الجنائز ص 1/88 ، مطبوعہ بیروت)

قریب المرگ کو شہادتین کی تلقین کی جائے اس لئے کہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے اپنے مرنے والوں کو لاالہ الا اللہ کی تلقین کرو اس حدیث میں موتی سے مراد وہ آدمی ہے جو موت کے قریب ہو ۔

(3) اس کی شرح میں العنایۃ شرح الہدایہ میں ہے ۔

"والمراد الذی قرب من الموت دفع لوہم من یتوہم ان المراد بہ قرأۃ التلقین علی القبر کما ذہب الیہ بعض "

(العنایہ علی حاش ، فتح القدیر 2/68)

"اس حدیث کی شرح میں صاحب ھدایہ نے جو قریب المرگ مراد لیا ہے یہ اس شخص کے وہم کو دفع کرنے کے لئے ہے جس نے اس سے مراد قبر پر تلقین لی ہے جیسا کہ بعض لوگ اس طرف گئے ہیں ۔ "

(4) شیخ داماد آفندی حنفی راقم ہیں :

"وقال اکثر الائمۃ والمشایخ لا یجوز"

"اکثر ائمہ و مشائخ نے کہا ہے کہ تلقین جائز نہیں ۔ "

(مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر 1/264)

(5) علامہ العلاء الحصکفی حنفی لکھتے ہیں :

"ویلقن کلمۃ الشہادۃ قبل الغرغرۃ من غیر امر ولا یلقن بعد الموت "

"موت کا غرغرہ آنے سے پہلے حکم دیے بغیر کلمہ شہادت کی تلقین کی جائے موت کے بعد تلقین نہ کی جائے " (الدرر المنتقی فی شرح الملتقی ، 1/264)

(6) علامہ علاء الدین الکاسانی الحنفی لکھتے ہیں :

"ویلقن کلمۃ الشہادۃ لقول النبی صلی اللہ لقنوا موتاکم لاالہ الا اللہ والمراد من المیت المحتضر لأنہ قرب موتہ فسمی میتا لقربہ من الموت قال اللہ تعالی "اِنَّکَ مَیِّتٌ وَاِنَّہُم مَّیِّتُونَ" "

(الزمر : 30 ، بدائع الصنائع 1/443)

"قریب المرگ کو کلمہ شہادت کی تلقین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی وجہ سے کی جائے کہ اپنے مرنے والوں کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کرو۔ میت سے مراد یہاں وہ شخص ہے جس پر جان کنی کا وقت ہو اس لئے کہ اس کی موت قریب ہے اسے میت قریب الموت ہونے کی وجہ سے کہا گیا ہے۔"

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "بے شک آپ بھی میت ہیں اور یہ بھی میت ہے۔" اس آیت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں آپ کو میت کہا کیونکہ موت بالکل قریب تھی۔

(7) علامہ عینی حنفی تلقین موتیٰ کی توضیح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"لأن المقصود من ذلك أن یکون آخر کلام المیت کلمة الشهادة فالتلقین فی قبره لا یساعده المقصود وقد قال علیه السلام من کان آخر کلامه قول لا اله الا الله دخل الجنة۔ ۔ وأما التلقین بعد الموت فلا یلقن عندنا فی ظاهر الروایة"

(البنایة فی شرح الهدایة 3/207'208)

اس تلقین سے مقصود میت کا آخری کلام کلمہ شہادت ہو قبر کے اوپر تلقین کرنے سے مقصود حاصل نہیں ہوتا، اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جس شخص کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہوا وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ یہ تلقین مرنے کے بعد ہوتی ہے وہ ہمارے نزدیک ظاہر الروایۃ میں جائز نہیں۔

(8) شاہ اسحاق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اما تلقین میت بعد از موت پس دراں اقاویل علماء است در ظاہر روایت آن است کہ تلقین نہ کند" (مسائل اربعین، ص: 41)

"موت کے بعد میت کو تلقین کرنے میں علماء کے کئی اقوال ہیں ظاہر روایت کے مطابق تلقین نہ کی جائے۔"

(9) صاحب الفتاوی السراجیہ راقم ہیں:

"تلقین المیت عند اکثر مشائخنا رحمهم الله لیس بشيء" (فتاوی سراجیہ، ص: 24)

"میت کو تلقین کرنا ہمارے اکثر مشائخ کے نزدیک کچھ نہیں۔"

مذکورہ بالا دلائل سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ کتاب و سنت کی رو سے فقہ حنفیہ کی ظاہر الروایۃ کے اعتبار سے تلقین میت کا کوئی ثبوت نہیں جو لوگ اس پر عمل پیرا ہیں وہ اپنے مذہب سے بھی غافل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کتاب و سنت پر عمل پیرا ہونے کی توفیق بخشے۔ آمین

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

آپ کے مسائل اور ان کا حل

جلد3۔ کتاب الجنائز- صفحہ188

محدث فتویٰ